71

فتنہ سے بچو کیونکہ یہی ہلاکت کی راہ ہے

فرمودہ ۲۴/اگست ۱۹۱۷ء

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

یٓاَیھا الذین اٰمنو ااتقوا اللہ حق تقٰتہ وَلا تموتن الّا وانتم مسلمون ○ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا وّلا تفرقوا واذکر وا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعدآءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانًا ط و کنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذ کم منھاط کذٰلك یبیّن اللہ لکم اٰیاتہٖ لعلّکم تھتدون۔ (آل عمران: ۱۰۳، ۱۰۴)

بعدازاں فرمایا:۔

میری طبیعت چونکہ کچھ دنوں سے بیمار ہے اسلئے میرا ارادہ ہے کہ اس آنے والے ہفتہ میں چند دنوں کے لئے تبدیل آب و ہوا کے لئے باہر چلا جاؤں آج بھی طبیعت صاف نہ تھی حلق کی بیماری جس کے علاج کیلئے دوسال ہوئے لاہور جانا پڑا تھا پھر شروع ہوگئی ہے تھوڑا سا بولنے میں بھی درد ہونے لگتا ہے۔تپ بھی ہو جاتا ہے۔کمزوری ایسی ہوگئی ہے کہ یہاں تک چل کر آیا ہوں۔تپ ہو گیا ہے۔

لیکن خدا نے انسان کو کچھ قواعد کے ماتحت بنایا ہے۔جن قواعد کے ماتحت انسان ہو۔ان قواعد کی پابندی ہر انسان کو ضروری ہے۔جس کام کیلئے خدا نے مجھ کو کھڑا کیا ہے میرے لئے بہر حال ضروری ہے کہ اس کا خیال رکھوں۔پس میں نے ضروری سمجھا کہ میں آج جمعہ کے دن آپ لوگوں کو کچھ سمجھاؤں اور بیرونی جماعتوں

کو یہ باتیں اخبار کے ذریعہ پہنچ جائیں گی۔

دنیا میں فتنہ وفساد کے نمونہ اس قدر ملتے ہیں کہ ان کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں وہ خود متوجہ کرتے ہیں۔کون سا ملک ہے جہاں فتن وفساد کے نمونہ نہیں اور جس کو فتنہ وفساد نے تباہ نہیں کیا۔وہ کون سا مذہب ہے جس کی ہلاکت کا باعث تفرقہ نہیں ہوا۔ ہر انسان کے لئے خواہ وہ کسی قوم ومذہب یا ملک سے تعلق رکھتا ہو اسکے تلخ نمونہ موجود ہیں یعنی وہ نصیحت پکڑ سکتا ہے مگر باوجود اس کے کہ ہر جگہ نمونہ موجود ہیں ۹۹ فیصدی ایسے انسان ملتے ہیں جو فتنہ وفساد سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔

خود مسلمانوں نے ہی اس فتنہ وفساد کے باعث وہ تلخ جام پیا کہ ایک درد رکھنے والا ان واقعات کو پڑھ کر برداشت نہیں کرسکتا کہ آنسوؤں کو تھام سکے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر قائم ہونیوالی جماعت جس نے ایثار کے ایسے نمونے دکھائے کہ کوئی کیا دکھا سکے گا۔جنہوں نے تمام چیزوں کو لات ماردی۔ مال انہوں نے چھوڑ دیئے جانوں کی انہوں نے پرواہ نہ کی۔ وطن سے وہ نکل گئے۔رسم ورواج کو انہوں نے مٹا دیا۔اپنے خیالات اور جذبات کو انہوں نے ترک کردیا۔ ہر ایک وہ چیز جوان کو پسند تھی اسکو خدا کی راہ میں قربان کردیا۔درمیان میں انہوں نے کوئی بات نہ رہنے دی گویا وہ مٹ گئے۔خدا ہی خدا باقی رہ گیا۔خدا موجود تھا ان کا کچھ باقی نہیں رہا۔یہی توحید ہے اور یہی توحید پر ایمان لانا۔

منہ سے تو عیسائی بھی کہتے ہیں کہ ہم توحید پرست ہیں۔عیسائی مسلمانوں کو الزام دیتے ہیں کہ مسلمان مشرک ہیں اپنے ملک میں یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف جب لوگوں کو نفرت دلاتے ہیں تو یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمان مشرک ہیں حالانکہ تثلیث کو پوجنے والے عیسائی خود ہیں۔اور منہ سے تو وہ قوم بھی جو تینتیس ۳۳ کروڑ دیوتا پوجنے والی قوم ہے یہی کہتی ہے کہ ہماری قوم موحد ہے اور شرک بُری چیز ہے زرتشتی سمندر کے پاس جا کر اس کو سجدہ کریں گے۔آگ کو سجدہ کرتے سورج سے دعائیں مانگتے ہیں۔لیکن ان کے دستور جس وقت ممبر پر کھڑے ہوں گے یہی کہیں گے کہ شرک بُری چیز ہے اور خدا صرف ایک ہی ہے۔

پس حقیقت میں خدا کا ایک ماننا کیا ہے کہ درمیان سے اپنے آپ کو مٹا ڈالے عملی توحید ہی اصلی چیز ہے۔ انسان کا نفس اس کو خدا کی راہ سے نہ روکے۔ مال اس کو خدا کی طرف سے نہ ہٹا سکے۔ رشتہ دار۔ خیالات و جذبات۔ دولت و جائداد غرض کوئی بھی عزیز چیز ایسی نہ ہو جو اسکے لئے خدا کے رستہ میں روک ہو۔ پردہ پھٹ جائے دوئی مٹ جائے ایک خدا ہی خدا رہ جائے۔

غور کرو مسلمان وہ لوگ تھے جو رسول کریمؐ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ انہوں نے اپنے آپ کو اس راہ میں مٹا ڈالا۔ انہوں نے تمام عقلی و نقلی دلائل حقانیت اسلام سے گزر کر عملاً ثابت کیا کہ خدا ایک ہے۔ نہ نفس ان پر غالب آسکا نہ جذبات انکے لئے ٹھوکر کا موجب بن سکے کوئی روک ان کے درمیان حائل نہ رہی۔

لیکن ایسی توحید پرست قوم جس نے زبانوں اور قولوں سے گزر کر عمل سے ثابت کیا کہ خدا ایک ہے۔ جب ان میں فتنہ پڑا بھائی نے بھائی کو قتل کیا۔ بیٹے نے باپ کو۔ شریروں نے فتنہ ڈلوایا وہ امتیاز جو رسول کریمؐ کے باعث قائم ہوا تھا مِٹ گیا۔ ہم جو ان کا ادب کرتے ہیں صرف اس لئے کہ انکی جنگ بھی توحید کی خاطر تھی اور پھر اخلاص سے تھی لیکن اس میں شک نہیں کہ شریر لوگوں نے اس وحدت کو مٹا ڈالا۔ علی کا لشکر معاویہ کے مقابلہ میں آ گیا اور حضرت عائشہ طلحہ اور زبیر۔ علی کے مقابلہ میں آ گئے۔ غرض ہر رنگ میں دشمنِ اتفاق و اتحاد نے اتفاق کو توڑ دیا تھا۔ وہ ترقی جو مسلمانوں کو ہو رہی تھی رُک گئی۔ مگر اس فتنہ میں بھی صحابہ نے ہمّت نہ چھوڑی اپنے کام میں لگے رہے۔ انہوں نے تشدّد سے اس تفرقہ میں بہر حال حفاظتِ اسلام کے لئے کوشش کی۔ بنوامیّہ نے تشدّد سے کام لیا۔ اگرچہ وہ اسلام کے خلاف تھا مگر اسلام کو بچانے والا ضرور تھا۔ ان کو چاہئیے تھا کہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے کیلئے دعاۃ مقرر کرتے اور مبلغوں کے ذریعہ اتحاد پیدا کرتے۔

بیشک کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ جابر و ظالم تھے۔ مگر ان لوگوں میں ایسے بھی تھے جو اسلام کے سچے خادم تھے۔ ان میں سے بعض پر بڑے بڑے الزام لگائے گئے ہیں۔ چنانچہ یزید تو متفقہ طور پر بڑا ظالم۔ جابر۔ فاسق انسان تھا۔ لیکن اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو انہوں نے اسلام کی حفاظت کی ہے جس کا انکار نہیں کیا

جا سکتا۔ ان سب کو جو بُری نظر سے دیکھا جاتا ہے اسکی وجہ بُجز اس کے کچھ نہیں کہ بنوامیّہ کے بعد عہدِ حکومت بنوعباس کا تھا۔ ان سے جس قدر ہو سکا بنو اُمیّہ کے معائب کی تشہیر کی اور انکو بدنام کیا اور انکی خوبیوں کو چھپایا۔ جس وقت بنوعباس غالب ہوئے انہوں نے بنوامیّہ کا استیصال شروع کر دیا۔ بنوامیّہ کے وقت میں صرف مسلمانوں کی ایک حکومت تھی لیکن بنوعباس کے وقت میں مختلف حکومتیں قائم ہو گئیں۔ چنانچہ ہسپانیہ میں جو حکومت تھی وہ بڑی شان و جبروت کی تھی۔

غور کرو۔ یہ اختلاف کیا تھا۔ صرف قومی اختلاف تھا۔ بنوعباس اور بنوامیّہ کی ذاتی خصومتیں تھیں۔ معمولی باتوں پر اختلاف شروع ہوا۔ اور مسلمانوں کا اتفاق و اتحاد سب غارت ہو گیا۔ میں نے ۱۵ اِنہ ء کے جلسہ میں بتایا تھا کہ کس طرح حضرت عثمانؓ کے وقت میں معمولی معمولی باتوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید اور مسلمانوں کو خانہ جنگی کا شکار کیا۔ بنوامیّہ کے خلاف شکایات آتی تھیں حضرت عثمانؓ نے ان کو کچھ اہمیت نہ دی۔ اور یہ محض ایک قومی جھگڑا تھا جیسا کہ کبھی ہندوستانی اور پنجابی کا جھگڑا شروع ہو جایا کرتا ہے۔ ہر ایک گروہ اپنی ترقی کا خواہاں تھا۔ پس اس جھگڑے نے جو رنگ اور جو صورت اختیار کی اسکا نتیجہ جو کچھ ہوا۔ میں نے خوب کھول کر بیان کر دیا تھا۔

عجمی لوگ اپنی بڑائی چاہتے تھے کہ عربوں سے تمام عہدے چھین کر عجمیوں کو دے دیئے جائیں۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ عرب وہ لوگ تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔ اس وجہ سے وہ بادشاہ ہوئے تھے۔ ابتدا میں ان کا عمل دخل ضروری تھا۔ لوگوں کو چاہیئے تھا کہ ان سے پہلے اسلام سیکھتے چنانچہ تمام لوگ ان عہدوں پر عرب ہی ہوئے۔ قاضی وغیرہ۔ مگر ایرانیوں نے اس بات کو ناپسند کیا چالیں شروع کر دیں۔ بعض نے حضرت علیؓ کی اولاد کی طرف داری شروع کی بعض بنوعباس کی طرف ہو گئے کہ یہ لوگ حضرت عبداللہ بن عباس عم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس کے پوتے محمد بن علی بن عبداللہ نے آہستہ آہستہ ایران میں آدمی بھیج کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اگرچہ یہ ایک معمولی بات تھی۔ مگر اسلام کیلئے آئندہ چل کر کیسی خطرناک ثابت ہوئی۔ بنوامیّہ

کو مٹایا گیا اور پہلی ہی دفعہ دو۲ اسلامی حکومتیں قائم ہوگئیں۔ مسلمان چاہتے تھے کہ ایک ہی ان کا بادشاہ ہو مگر جب بنوعباس نے زور پکڑا تو ہسپانیہ میں بنوامیّہ کی ایک شاخ نے علیحدہ حکومت کھڑی کر دی۔ اب بنوفاطمہ نے کہا کہ اگر رسول اللہ کے چچا کی اولاد ہونے کی وجہ سے بنوعباس حکومت کے حقدار ہو سکتے ہیں تو ہم بدرجہ اولیٰ حکومت کے حقدار ہیں۔ چنانچہ فاطمیوں نے اپنی الگ حکومت مصر میں قائم کر لی گویا اب تین حکومتیں ہوگئیں۔ اتحاد مٹ گیا۔ ایرانی آگے بڑھ گئے۔

وہ کتنا بڑا ظالمانہ حکم تھا جو ابوالعباس سفاح نے دیا کہ تمام وہ لوگ جو عربی بولنے والے ہیں قتل کر دیئے جائیں [1]۔ اس حکم کی تعمیل میں جس قدر عربی بولنے والے ملے ہلاک کئے گئے۔ بڑے بڑے علماء شہید ہوگئے۔ چھ لاکھ عربی بولنے والا انسان خراسان کے علاقہ میں قتل کیا گیا۔ یہ وہ لوگ تھے۔ جو اس لئے اپنے گھروں کو چھوڑ کر باہر گئے تھے کہ اسلام کی حفاظت کریں اور یہ وہ لوگ تھے جو سپاہی تھے جوان تھے۔ اگرچہ موت سب پر آتی ہے۔ مگر ان لوگوں کے خیال کے مطابق جو اس بات کے قائل ہیں کہ تدبیر سے موت میں کچھ تعویق ہوسکتی ہے۔ وہ لوگ کچھ عرصہ اور جی جاتے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اسلام کو اس قتلِ عام سے کتنا بڑا نقصان پہنچا۔ نتیجہ اس قتل و غارت کا یہ ہوا کہ عربوں نے بالکل قطع تعلق کر لیا۔ عباسیوں کی حکومت سے انہوں نے کچھ واسطہ نہیں رکھا۔ پھر عباسی خلیفوں پر ترک غلاموں نے اتنا غلبہ پایا کہ خلفاء کو ترکی غلام تخت پر سے نیچے کھینچ لیا کرتے تھے۔

پھر میں نے سنایا تھا کہ شیعہ سُنی کے سوال نے کتنا فتنہ برپا کیا تھا جس کی صرف یہ وجہ تھی کہ وزیر شیعہ تھا وہ چاہتا تھا کہ سُنّیوں کو سزا دلوائے۔ ولی عہد سلطنت اس کے اس ارادہ میں مزاحم ہوا۔ پس وہی ایرانی جن کی خاطر عربوں کا استیصال کیا گیا تھا اب خلفاء کے خلاف ہلاکو خان کو چڑھا لائے۔ ۱۸ لاکھ زن و مرد بوڑھا بچہ بغداد میں قتل ہوا۔ خدا نے سزا دلوائی کہ تم نے چھ لاکھ قتل کرایا۔ اب تمہارے ۱۸ لاکھ قتل ہوتے ہیں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ عباسیوں کے خاندان کی ایک ہزار عورت سے زبردستی زنا کیا کہ آئندکوئی ان کی نسل سے ایسا آدمی نہ اُٹھ

[1] :- تاریخ الخلفاء حالات عبداللہ بن محمد بن علی السّفاح

کھڑا ہو جو دعویٰ خلافت کر دے۔ اس کے علاوہ اور تباہی ایسی آئی جس کی کوئی حد نہیں [1]۔

یا تو مسلمانوں کا اتفاق و اتحاد زبان زد خواص و عوام تھا اور ان کے اتحاد کا ایک رُعب تھا۔ لیکن ان واقعات کے بعد جب آپس میں خوب اچھی طرح پھُوٹ پڑ گئی۔ یورپ کے لوگوں نے گیارہویں۔ بارہویں۔ تیرہویں۔ صدی میں جو صدمہ اسلام کو پہنچایا وہ کوئی کم درد انگیز نہیں۔ یورپ کے لوگ مسلمانوں پر اس لئے چڑھ آئے تھے کہ مسلمانوں کو مٹا کر شام کا ملک خصوصًا بیت المقدس ان کے قبضہ سے نکال لیں۔ اس وقت مسلمانوں کو اپنے مسلمان بھائیوں سے کیا مدد پہنچی؟ وہ یہ تھی کہ فرقہ باطنیہ کے بادشاہ نے عیسائیوں کو لکھ بھیجا کہ آپ کو جس قدر مدد درکار ہوگی میں مسلمانوں کے خلاف بہم پہنچاؤں گا۔ وہ ایسی ظالمانہ جنگیں تھیں کہ عیسائی مؤلفین تک ان کو ظالمانہ جنگیں کہتے ہیں۔ ان میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے بوڑھوں بچوں عورتوں تک کو قتل کر ڈالا تھا۔ چنانچہ اس مسلمان بادشاہ نے فرانس کے عیسائی بادشاہ فلپ کو اپنے ہاں بلوایا۔ جس مکان میں اس سے ملاقات کی اسکی اوپر کی منزل میں کھڑکیاں تھیں۔ ان میں دوؔ دوؔ پہرے دار کھڑے تھے۔ فلپ کو اپنا رعب اور اپنی مدد کی اہمیت دکھانے کے لئے کہا کہ یہ میرے پہرہ دار ہیں۔ میں دکھاؤں کہ یہ کیسے فرمانبردار ہیں۔ ہاتھ سے دو کی طرف اشارہ کیا وہ دونوں اوپر کی منزلوں سے زمین پر گرے اور گرتے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور جب ان کا یہ انجام ہو چکا دو اور کو اشارہ کیا وہ بھی اسی طرح گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اس باطنیہ فرقہ کے ایک فدائی نے ان صلیبی جنگوں میں یہ کام کیا کہ صلاح الدین جو نہایت نیک اور بہادر مسلمان بادشاہ تھا اور اکیلا تمام یورپ کے مقابلہ میں مدافعت کر رہا تھا عین اس وقت جبکہ وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر حملہ کیا۔ خدا کی قدرت کہ حملہ کرنیوالا ٹھوکر کھا کر صلاح الدین کے آگے جا گرا۔ اور تلوار ہاتھ سے گر گئی۔ سلطان نے تلوار اٹھا کر اس کو قتل کیا۔ اسی طرح اس فرقہ باطنیہ کے فدائیوں نے دو[2] تین[3]

---

[1] :- تاریخ الخلفاء حالات معتصم باللہ و تاریخ اسلام از شاہ معین الدین ندوی جلد چہارم۔

دفعہ بعض خطرناک موقعوں پر اس پر حملہ کیا۔مگر خدا نے اسکی حفاظت کی اور ان کے شر سے محفوظ رکھا۔[1]

غرض اس فتنہ اس شقاق کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک گھر بھی ایسا نہ رہا جو ملکر بیٹھ سکے۔کوئی صوفی مسلمانوں کو جمع نہ کر سکا۔کوئی عالم جمع نہ کر سکا۔جس قدر انہوں نے مسلمانوں کے جمع کرنے کی کوشش کی اسی قدر خلاف ثابت ہوئی کسی نے کہا ہے۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جتنی کوشش کی گئی اس قدر نفاق بڑھا اور فتنہ نے ترقی کی۔آج مسلمانوں سے بڑھ کر کوئی ذلیل قوم نہیں۔یا وہ وقت تھا کہ مسلمانوں سے بڑھ کر کوئی معزّز قوم نہ تھی۔

سو یہ مسلمانوں کا حال ہوا کہ ان کا کوئی وقار قائم نہ رہا۔کس طرح نہ رہا۔اسی طرح کہ ان کو اتفاق واتحاد کے باعث یہ سب عزّت ملی لیکن جب معمولی معمولی باتوں پر کہیں عہدہ کیوجہ سے کہیں کسی اور وجہ سے آپس میں جنگیں چھڑ گئیں بنوعباس کی بنوامیّہ سے نہیں بنتی تھی۔بنی فاطمہ کا بنوعباس سے نبھاؤ نہیں ہوتا تھا۔آپس میں لشکر کشیاں ہوکر اسلام کے لئے کتنا خطرناک نتیجہ برآمد ہوا وحدت گئی رعب گیا زور ٹوٹ گیا۔یہ اتفاق واتحاد خدا کا فضل ہوتا ہے۔مجدّدین وصوفیا مولویوں وغیرہ نے ہزار کوشش کی مگر وہ بات پیدا نہ کر سکے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ پاک نے مسلمانوں میں پیدا کر دی تھی۔

تیرہ سو برس میں یہ بات حاصل نہیں ہوئی۔مگر اب خدا ہی کے فضل سے ایک نبی کی معرفت ایک جماعت قائم ہوئی ہے۔پہلوں کے تلخ تجربہ سے فائدہ اٹھاؤ تمہارے ہاں فتنہ بھی پیدا ہوں گے شریر بھی ہوں گے فتنہ پیدا کریں گے۔ان سے بچنے کیلئے ابھی سے کوشش کرو اور اگر ابھی سے ہر قسم کے فتنوں اور فسادوں سے بچنے کی کوشش نہیں کرو گے۔اور ان باتوں سے پرہیز نہیں کرو گے جو ابتداءً اگرچہ

[1] :- کتاب الروضتین جلد اوّل ص ۲۵۸ بحوالہ تاریخِ اسلام از شاہ معین الدین ندوی۔

معمولی نظر آتی ہیں مگر حقیقت میں انہی سے بعد میں بڑے بڑے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ مرض کی ابتدا ہو۔ یا مرض کا خطرہ ہو۔ اسی وقت اسکا علاج زیادہ سود مند ہوتا ہے لیکن جب مرض ترقی کر جائے پھر علاج مشکل اور اکثر اوقات ناممکن ہو جایا کرتا ہے۔ غافل انسان بات کرتا ہوا نہیں سوچتا مگر اسکی بات خطرناک نتائج پیدا کرسکتی ہے۔ خوب یاد رکھو کہ ہمیشہ فتنہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہی ترقی کیا کرتا ہے۔

فرمایا یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ اے مسلمانو! جب ہم اتفاق و اتحاد پیدا کر دیں پھر تم اس کو توڑنے سے پرہیز کرو۔ خدا نے قرآن اور نبی اور انکے خلفاء کے ذریعہ اتفاق پیدا کیا ہے۔ اسکے توڑنے والے کو ڈرنا چاہیئے کیونکہ جو بات انسان خود پیدا کرتا ہے اس کو تو دوبارہ بنا سکتا ہے لیکن جو بات انسان کے اختیار میں نہ ہو۔ اس کا ضائع کرنا عقلمندی نہیں۔ کوئی شخص نہیں جو اپنی آنکھ پھوڑ لے۔ اور کوئی نہیں جو اپنے کان اور اپنی ناک کو کاٹ ڈالے۔ کیوں نہیں اس لئے کہ انسان کو ان چیزوں کے بنانے پر دسترس نہیں۔

اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانًا۔ یاد کرو کہ ایک وقت تھا کہ تم آپس میں دشمن تھے۔ خدا نے تم میں صلح پیدا کر دی۔ اب اگر تم اس خدا کی پیدا کی ہوئی صلح کو توڑ ڈالو گے تو پھر اسکو جوڑ نہیں سکو گے۔

پس میں احمدی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ پہلوں کے حالات سے نصیحت پکڑیں۔ پہلے مفسد ہوئے اب بھی ہوں گے اور یاد رکھو کہ فتنہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہی پیدا ہوا کرتا ہے۔ نتیجہ میں پہلوں کے حالات کو سامنے رکھ لو۔ اگر فتنہ کی راہوں سے بچنے کی کوشش نہیں کرو گے تو خوب یاد رکھو کہ ان لوگوں کا نتیجہ کیا ہوا تھا۔ جو ان کا انجام ہوا وہی تمہارا ہوگا یعنی جماعت کی تباہی اور ہلاکت۔ ہمیشہ احتیاط کرو کہ کہیں فتنہ کا موجب نہ بن جاؤ۔ جماعت میں تفرقہ اندازی سے بڑھ کر ہلاکت کی راہ کوئی نہیں۔ جو رستہ پہلے خطرناک ثابت ہوا ہو۔ کوئی دانا اس رستہ پر نہیں چلتا۔ کیا کوئی شخص ہے جو گلے پر چھری پھیر لیتا ہو۔ ہرگز نہیں۔ کیوں نہیں اس لئے کہ جانتا ہے کہ چھری پھیرنے سے گلا کٹ جائے گا۔ کوئی نہیں جو سانپ کے

بچّہ سے کھیلے۔ وہ جانتا ہے کہ سانپ ڈنک مارے گا جس سے جان جائے گی کوئی انسان نہیں دیکھا ہوگا جو جنگلی شیر کے منہ میں دیدہ ودانستہ اپنا ہاتھ ڈال دے کیونکہ جانتا ہے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شیر چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔

مگر فتنہ کی راہ اس سے بھی زیادہ تجربہ شدہ ہے۔ سانپوں کے ڈسے ہوئے بچ جاتے ہیں۔ شیر کے پھاڑے ہوؤں کا علاج ہو جاتا ہے۔ آگ سے سلامتی ہو جاتی ہے لیکن اگر نہیں سلامتی تو فتنہ کے بعد نہیں۔ کوئی نظیر نہیں بتلائی جاسکتی کہ فتنہ کے بعد کوئی قوم سلامت رہی ہو۔

پھر حیرت ہے باوجود یہ جانتے ہوئے کیسے لوگ فتنہ اندازی سے نہیں ڈرتے مگر حقیقت یہی ہے کہ لوگ نہیں جانتے کہ فتنہ کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ پس خوب یاد رکھو کہ فتنہ نے کسی قوم کو سلامت نہیں رکھا۔ حتّٰی کہ اسلام کی جو کہ آخری جماعت ہے اور جو اپنے سے پہلی تمام جماعتوں سے برگزیدہ ہے۔ وہ بھی اس کے بدنتائج سے نہ بچ سکی تو پھر ہماری جماعت جو اسلام سے باہر نہیں بلکہ جس کا دعویٰ یہ ہے کہ اگر حقیقی اسلام اس وقت کسی جماعت کے پاس ہے تو وہ خدا کے فضل سے ہماری ہی جماعت ہے۔ پس کیسے فتنہ کے بدنتائج سے محفوظ رہ سکتی ہے۔

پس میں ہوشیار کرتا ہوں کہ ان تمام بلاؤں اور ہلاکتوں سے بچنے کا صرف ایک ہی گُر ہے وہ ہے اتفاق واتحاد۔ جب تک اتفاق واتحاد سے رہو گے اور جب تک اسی کوشش میں رہو گے کہ کسی طرح اس راہ کو نہ چھوڑیں کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی فتح نہیں پا سکے گا۔ لیکن اگر یہ باتیں چلی گئیں۔ اختلاف رونما ہو گیا تو چھوٹے چھوٹے آدمی بھی تم پر غالب آجائیں گے۔

ایک وقت تھا کہ جب مسلمان اتفاق واتحاد رکھتے تھے۔ ان کے سینکڑوں غیروں کے لاکھوں پر بھاری ہوتے تھے۔ لیکن جب یہ اتفاق واتحاد مفقود ہو گیا پھر یہی مسلمان تھے کہ ان کو چھوٹی حکومتوں نے پسپا کر دیا اور تباہ کر ڈالا۔

میری حالت رنج سے غیر ہو جاتی ہے جب میں تواریخ میں ہسپانیہ کا حال پڑھتا ہوں۔ وہاں پر کتب کا وہ ذخیرہ تھا اگر وہ آج ہوتا تو ہمیں اسلام کی تائید میں نقلی طور پر بہت مدد ملتی۔ لیکن تفرقہ نے جب اس اسلامی حکومت کو کمزور کر دیا تو وہ سلطنت

ایسی مٹی کہ جہاں مسلمانوں کی حکومت تھی۔ آج اس جگہ ایک بھی مسلمان نظر نہیں آتا۔ مسلمانوں نے حملہ آوروں سے صرف اتنی اجازت چاہی تھی کہ ہمیں اپنی کتابیں لے جانے دو۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ مسلمانوں نے کتابوں کو انتخاب کیا اور کئی جہاز بھر لئے۔ جس وقت روانگی کا وقت آیا۔ ظالموں نے مسلمانوں کے بھرے ہوئے جہازوں کو آگ لگا کر غرق کر دیا۔

مسلمانانِ سپین کا یہ نتیجہ کس لئے ہوا۔ صرف اس لئے کہ انہوں نے اتفاق واتحاد کو مٹا دیا۔ پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ تمہیں کو نہیں بلکہ قیامت تک آنیوالے احمدیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ فتنہ سے بچیں۔ اگر تم اتفاق واتحاد کے رشتہ کو نہیں چھوڑو گے۔ کامیابی نصرت فتح مندی وظفریابی تمہاری ہمرکاب رہے گی۔ ورنہ ہلاکت درپیش ہے۔ کیونکہ فتنہ وفساد کا علاج کچھ بھی نہیں۔ خدا نے تم پر اپنے فضل سے ایک نورانی کھڑکی کھولی ہے۔ دنیا میں اس نور کو پھیلاؤ کہ خدا کے فضلوں کے وارث بنو۔ فتنہ وفساد کی راہوں سے بچو کیونکہ یہ ہلاکت کی راہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اتفاق واتحاد پر قائم رکھے۔ فتنہ وفساد سے بچائے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہماری جماعت کا شعار ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر میدان میں کامیابی دے ہماری جماعت تھوڑی اور دشمن زیادہ ہیں۔ ہم کمزور ہیں دشمن قوی۔ ہمارا آسرا صرف اس اللہ رب العالمین پر ہے جو رزاق ہے۔ ہمارے تعلقات آپس میں نہایت اتفاق واتحاد کے ہوں۔ فتنہ وفساد سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ بچائے۔ آمین۔

(الفضل ۴؍ستمبر ۱۹۱۷ء)